مرثیہ درحال حضرت قاسمؑ (بند-۴۷)

مولانا سید صادق حسین عقیلؔ برادر حضرت ماہرؔ ابن زین العلماء سید علی حسین

(۱)

جب رن میں فدا ہو چکے انصارؑ حسینیؑ
اک آن میں خالی ہوا دربار حسینیؑ
پیاسے گئے دنیا سے مددگارؑ حسینیؑ
پھر اور بھی کم ہو گئے غمخوار حسینیؑ
کام آ چکے سب فوج شہنشاہ زمنؑ میں
کُل رہ گئے اٹھارہ بنی فاطمہؑ رن میں

(۲)

درپیش ہوئی پھر تو عزیزوں سے جدائی
ہونے لگی حضرت کے بھرے گھر کی صفائی
مسلمؑ کے جگر بند کو پہلے اجل آئی
لوٹی گئی پھر زینبؑ بیکس کی کمائی
ہونے لگا تاریک جہاں شہؑ کی نظر میں
پڑنے لگا ناسور پہ ناسور جگر میں

(۳)

سرخم کئے بیٹھے تھے شہؑ بیکس و بے آس
چپکے تھے کھڑے خرد و کلاں شاہؑ کے سب پاس
اک پہلو میں اکبرؑ تھے اور اک پہلو میں عباسؑ
رومال بہ آداب ہلاتے تھے چپ و راس
سرخم کئے پیش شہؑ ذی جاہ کھڑے تھے
سب منتظر رخصت جنگاہ کھڑے تھے

(۴)

اس شان سے استادہ تھے پیش شہؑ ابرار
اسباب وغا تن پہ سجے جنگ پہ تیار
مرنے کے بڑے شوق تھے اور جینے سے بیزار
مر جائیں ابھی جا کے یہی عزم تھے ہر بار
باندھے ہوئے شمشیر و سپر آگے کھڑے تھے
قرآن بھی گردن میں حفاظت کو پڑے تھے

(۵)

ان سے کوئی دنیا میں نہ پیدا ہوا بڑھ کر
نورانی وہ چہرے کہ ملک غش کریں جن پر
ہو جائے خجل سامنے جن کے مہ انور
ہر ایک جواں حسن میں یوسفؑ سے بھی بہتر
کیا حسن میں ڈوبے ہوئے سب خرد و کلاں تھے
کم سن تھے جو کمیاب تو نایاب جواں تھے

(۶)

تھے پیاس میں دو روز کی کیسے خوش و خرم
کس شوق سے باندھے تھے کمر مرگ پہ محکم
اس عالم فانی میں (جو) مہمان تھے اک دم
پہلے سے سوا اور بھی تھا حسن کا عالم
اس وقت یہ صورت تھی شہؑ جن و بشر کی
حسرت سے کبھی اِس پہ کبھی اُس پہ نظر کی

(۷)

ہر ایک کے جینے سے جو مایوس تھے حضرت
رو دیتے تھے بس دیکھ کے ایک ایک کی صورت
سینے سے لگا لیتے تھے اکبرؑ کو بہ حسرت
بھائی سے کبھی کہتے تھے رو کر بہ محبت
اب موت سے مہلت تمہیں دو ایک گھڑی ہے
سینے سے لپٹ جاؤ اجل سر پہ کھڑی ہے

(۸)

گہہ قاسمؑ نوشاہ کو پاس اپنے بلاتے
جب آتے تو کس پیار سے پہلو میں بٹھاتے
اور پشت پہ ہاتھ اپنا پھرا کر یہ سناتے
عرصہ ہوا کیوں کھیلنے گھر میں نہیں جاتے
ماں پاس بھی ہو آؤ ذرا خیمہ میں جا کے
باہر تو بڑی دیر سے ہو پاس چچا کے

(۹)

کیوں باندھی کمر لڑکوں کو اس بات سے کیا کام
منہ سرخ ہے گرمی کے سبب اے مرے گلفام
دم لے لو ذرا رکھ دو ابھی کھول کے صمصام
شب بھر نہیں سوئے ہو کرو جا کے اب آرام
ڈرتا ہوں کہیں ضعف و نقاہت نہ سوا ہو
چوبیس پہر گذرے کہ بے آب و غذا ہو

(۱۰)

جو ہوگا سمجھ لیویں گے ہم تم تو سدھارو
لوں چلتی ہے لو جا کے زرہ تن سے اُتارو
پوشاک جو ہلکی ہو اسے تن پہ سنوارو
ماں غش میں ہے جا کر اُسے ڈیوڑھی پہ پکارو
بتلاؤ نہ جانے کا سبب صدقے چچا ہو
کیوں گھر میں نہیں جاتے ہو کیا ماں سے خفا ہو

(۱۱)

قاسمؑ نے یہ کی عرض کہ اے کل کے شہنشاہؑ
یہ کیا کیا ارشاد، ہوا صدمۂ جانکاہ
کم سن ہیں تو ہوں یہ نہ کبھی ہوئے گا واللہ
ماں پاس رہیں اور نہ رہیں آپ کے ہمراہ
بخشش کا وسیلہ یہی اپنے لئے بس ہے
سر آپ کے قدموں پہ فدا ہو یہ ہوس ہے

(۱۲)

ہم پوچھتے ہیں آپ سے اے سید خوش خو
کیا سن تھا مرے جد کا بتا دیجئے مجھ کو
جس سن میں کیا کلّہ اژدر کے تئیں دو
مولائے دو عالم کا اشارہ جو ابھی ہو
ہم زور جوانی کا دکھا دیویں گے سب کو
لڑکے ہیں مگر لڑ کے بھگا دیویں گے سب کو

(۱۳)

کچھ سن پہ یہ موقوف نہیں اے شہؑ ذی جاہ
شیروں کے لئے جرأت و دل چاہئے واللہ
جرأت سے شجاعت سے مری آپ ہیں آگاہ
شیروں کے بھلا سامنے کیا مال ہیں روباہ
گو کثرتِ افواج ستم حد سے سوا ہے
پر فضل خدا چاہئے کیا خوف کی جا ہے

(۱۴)

اس سن میں ہمیں بخشی ہے خالق نے وہ قدرت
شیر ہم سے مقابل ہو کہاں اس میں یہ جرأت
پر آپ کے بے اذن لڑیں یہ نہیں طاقت
واجب ہے ہمیں سبط پیمبرؐ کی اطاعت
مولائے دو عالمؑ کا اشارہ ابھی پا کے
اس نہر کو ہم چھین لیں کفار سے جا کے

(۱۵)

مشتاق لب نہر ہیں جانے کے چچا ہم
فرمایئے جائیں سوئے میدان وغا ہم
ہے آرزو ہوں آپ کے قدموں پہ فدا ہم
حسرت ہے کہ ہو جائیں شریک شہدا ہم
مشتاق ہے دل گلشن فردوس دکھا دو
اے ہادی کونین رہ راست بتا دو

(۱۶)

رخصت ہو عطا ہے یہی ارمان چچاجان
دل سیر ہوا جینے سے اس آن چچاجان
ہے فخر کہ ہوں آپ پہ قربان چچا جان
مجھ پر یہ بڑا ہوئے گا احسان چچا جان
اب جلد عنایت ہمیں میداں کی رضا ہو
ڈرتا ہوں کہیں روح پدر کی نہ خفا ہو

(۱۷)

فرمایا شہؑ دیں نے یہ کیا کہتے ہو بیٹا
لازم ہے سمجھ بوجھ کے انسان کو کہنا
کچھ یہ بھی ہے معلوم کہ دو لاکھ ہیں اعدا
جانے دوں بھلا رن میں تمہیں یکہ و تنہا
اس بات پہ راضی شہؑ ابرار نہ ہوگا
یہ کام چچا سے کبھی زنہار نہ ہوگا

(۱۸)

کیوں میں زن بیوہ کی کمائی کو لٹا دوں
الفت میں تمہاری کہو کس طور بھلا دوں
گر صبر کروں تم کو تو میداں کی رضا دوں
اس چاند سی صورت کو تہہ خاک چھپا دوں
بازار قضا گرم ہے کیوں جانے دوں تم کو
اس پھول سے سینے پہ سناں کھانے دوں تم کو

(۱۹)

کیوں دیر سے میداں کی رضا مانگ رہے ہو
گر یاد ہو اے ابن حسنؑ ہم سے بتا دو
کیا اس لئے سونپا تھا ہمیں بھائی نے تم کو
جب بارہواں سال آئے تو تم ہم سے جدا ہو
یہ کیسی محبت ہے رُلاتے ہو چچا کو
پردیس میں تم چھوڑ کے جاتے ہو چچا کو

(۲۰)

کیسا یہ غضب ہے کہ نہیں پاس ہمارا
اس عالم تنہائی میں کرتے ہو کنارا
حیرت ہے مجھے تم کو یہ کیوں کر ہے گوارا
پردیس میں مجھ کو تو سہارا ہے تمہارا
لازم ہے تمہیں میری کمر توڑ کے جاؤ
تنہا ہمیں لاکھوں میں یہاں چھوڑ کے جاؤ

(۲۱)

ہوتے جو اگر بھائیؑ زمانے میں سلامت
اس بات کی کرتا میں ضرور ان سے شکایت
پردیس میں مجھ پر جو پڑا وقت مصیبت
قاسمؑ نے ادا خوب کیا حق قرابت
غربت میں کنارا کیا ہیہات انہوں نے
آفت میں چچا کا نہ دیا ساتھ انھوں نے

(۲۲)

یہ سنتے ہی سر رکھ دیا حضرت کے قدم پر
کی عرض کہ اے سبط نبیؐ شافع محشر
اب دیجئے مرنے کی رضا بہر پیمبرؐ
تاخیر مرے حق میں شہ دیںؑ نہیں بہتر
تقدیر سے کیا بس ہے چچا جان ہمارا
اب کھینچتی ہے موت گریبان ہمارا

(۲۳)

شاہد ہے خدا کچھ نہیں تقصیر ہماری
ہے آخری رخصت شہ دلگیرؑ ہماری
کیا پیش چلی موت سے تدبیر ہماری
میں کیا کروں ہے موت گلوگیر ہماری
مجبور میں اس بات میں واللہ چچا ہوں
تقدیر جدا کرتی ہے کیوں کر نہ جدا ہوں

(۲۴)

یہ سنتے ہی شبیرؑ کو رونا بہت آیا
کس پیار سے سر سینۂ اقدس سے لگایا
کی آہ حزیں اور یہ حسرت سے سنایا
افسوس کہ تم سے ہے مقدر نے چھڑایا
بیکار ہے کیا فائدہ اس رد و بدل سے
لاچار ہوں اب زور نہیں میرا اجل سے

(۲۵)

اللہ کو سونپا سوئے جنگاہ سدھارو
اب دے کے ہمیں صدمۂ جانکاہ سدھارو
شیعوں پہ فدا ہونے کو اے ماہ سدھارو
بس ہم بھی قریب آتے ہیں واللہ سدھارو
ہم ذبح جو ہوئیں گے تو کونین ہلیں گے
عرصہ نہیں اک آن میں پھر تم سے ملیں گے

(۲۶)

آداب بجا لا کے چلے قاسمؑ خوش رو
پھر تو یہ ہوا غل سپہ شام میں ہر سو
ہشیار کہ آتا ہے کوئی شیر لب جو
روشن ہے زمیں رن کی یہ ہے کون سا مہرو
ہے خیر اسی میں کہ چلیں بھاگ کے رن سے
دہشت کے سبب روح نکلتی ہے بدن سے

(۲۷)

یہ ذکر تھا جو وارد میداں ہوئے آکر
رہوار کو ٹھہرایا قریب صف لشکر
اس طرح رجز خواں ہوا لختِ دلِ شبرؑ
پہچانا ہمیں کون ہیں اور کس کے ہیں دلبر
سن لو کہ چچا سبط محمدؐ ہیں ہمارے
اور فاتح خیبر جد امجد ہیں ہمارے

(۲۸)

میں لال ہوں یارو حسنؑ سبز قبا کا
اس سن میں مجھے زور وہ اللہ نے بخشا
کیا منہ یہ کسی کا جو کرے سامنا میرا
غصے میں اگر آ کے کروں شیر پہ حملہ
دریا کی ترائی کو وہیں چھوڑ کے بھاگے
ٹھہرے نہ کبھی خوف سے منہ موڑ کے بھاگے

(۲۹)

اے ظالمو! ہشیار ہو ڈرتے نہیں ہم سے
دو لاکھ کو چورنگ کروں تیغ دودم سے
باز آتے نہیں آج تلک جور و ستم سے
کیوں بے ادبی کرتے ہو سلطان امم سے
مہمانوں پہ بیداد و جفا ہوتی ہے کیسی
واقف نہیں دو دن سے غذا ہوتی ہے کیسی

(۳۰)

اس طرح کی بیداد بھی کب کرتا ہے کوئی
مہمانوں پہ ایسا بھی ستم کرتا ہے کوئی
سادات پہ تلوار علم کرتا ہے کوئی
پھولا ہوا گلزار قلم کرتا ہے کوئی
رہنے نہیں دیتے ہو ہمیں چین سے یارو
کیوں پھر گئے تم قبلۂ کونین سے یارو

(۳۱)

گر خون کسی کا بھی کیا ہو تو بتا دو
کچھ غیر کا اسباب لیا ہو تو بتا دو
مہمانوں کو کھانا جو دیا ہو تو بتا دو
اس نہر سے پانی بھی پیا ہو تو بتا دو
بیزار ہوئے کس لئے تم شاہ اممؐ سے
بے وجہ ستاتے ہو خطا کیا ہوئی ہم سے

(۳۲)

شبیرؑ سے تم لوگ مروت نہیں کرتے
جو ظلم سہے اس کی شکایت نہیں کرتے
بے جرم کسی سے یہ عداوت نہیں کرتے
بس لڑ چکے اب صلح کی صورت نہیں کرتے
جانے دو وطن کو ابھی پھر جائیں گے شبیرؑ
اب لے لو قسم پھر نہ یہاں آئیں گے شبیرؑ

(۳۳)

خود آپ ہی خط لکھ کے مدینے سے بلایا
گرمی میں وطن سبط پیمبرؐ سے چھڑایا
جب آئے تو بے جرم و خطا ان کو ستایا
مہمانوں سے تم پھر گئے کچھ پاس نہ آیا
جس طور سے دعوت کی حسینؑ ابن علیؑ کی
بتلاؤ ضیافت یونہی کرتے ہیں کسی کی

(۳۴)

کیا قہر ہے، افسوس جو ہو مالکِ کوثر
پانی نہ کئی روز سے ہو اس کو میسر
اور پیاسے ہی تڑپا کریں اطفال زمیں پر
کیسے ہو مسلمان نہیں پاسِ پیمبرؐ
دو دن کوئی مہمان کو پیاسا نہیں رکھتا
کافر بھی مسلمان کو پیاسا نہیں رکھتا

(۳۵)

بولے وہ جفا کار یہ بیکار ہے گفتار
کیا کہتے ہو ہم کچھ بھی نہیں مانتے زنہار
گر حوصلۂ جنگ ہو، لو میان سے تلوار
بے اس کے ملے نہر سے پانی یہ ہے دشوار
ہم رحم نہیں کرتے مسلمان کے اوپر
مینہ تیروں کا برسائیں گے مہمان کے اوپر

(۳۶)

یہ سنتے ہی بس کھینچ لی شمشیر دوپیکر
یا شیر خدا کہہ کے بڑھے جانبِ لشکر
سب سمجھے گرا صاعقہ افواج ستم پر
جو سامنے آیا اسے دو کردیا بڑھ کر
کفار کی جانوں کی خریدار ہے تلوار
سر سب کے قلم کرنے پہ تیار ہے تلوار

(۳۷)

گھوڑوں سے گرے خاک پہ اسوار ہزاروں
ہر حملے میں پیدل ہوئے اسوار ہزاروں
اک آن میں بے دم کئے کفار ہزاروں
اک بارگی چلّائے جفاکار ہزاروں
ہم سے نہ وغا کیجئے شبرؑ کا تصدق
بس روکئے شمشیر پیمبرؐ کا تصدق

(۳۸)

دیکھو تو بلاتے ہیں چچا جان تمہارے
تم جیسے یہاں آئے وہ ہیں گور کنارے
کہتے ہیں مری جان مری آنکھوں کے تارے
عرصہ ہوا آتے نہیں کیوں پاس ہمارے
مشتاق ہوں آواز پھر اک بار سنا دو
اے ابن حسنؑ آخری دیدار دکھا دو

(۳۹)

یہ سنتے ہی منہ خیمہ کی جانب کو پھرایا
نیزہ کسی جلاد نے سینے پہ لگایا
فوّارہ بہا خون کا منہ کو جگر آیا
گھوڑے سے گرے اور چچا کو یہ سنایا
صدقے ہوا اے سید ذیشان خبر لو
اب آن کے لِلّٰہ چچا جان خبر لو

(۴۰)

اے کل کے مددگار مدد کرنے کو آؤ
خادم یہ لبِ گور ہے اب دیکھ تو جاؤ
سر کٹتا ہے اے سبط نبیؐ آ کے بچاؤ
دشمن ہیں کھڑے پاس، چچا جان ہٹاؤ
اب موت سے مہلت نہ ذرا پائے گا قاسمؑ
تاخیر جو فرماؤگے مر جائے گا قاسمؑ

(۴۱)

پامال مری لاش کو کرتے ہیں جفاکار
صدمہ ہے اسی بات کا اے سیدِّ ابرار
ہم دیکھنے پائے نہ چچا آپ کا دیدار
گر بعد مرے آئے تو پھر آنا ہے بیکار
اک بار میں پھر دیکھ لوں حسرت یہ بڑی ہے
پر اب نہیں مہلت کہ اجل سر پہ کھڑی ہے

(۴۲)

حضرت تو چلے خیمہ سے سر پیٹتے اپنا
اور رن میں ستم وہ کیا جلادوں نے برپا
جس ظلم سے تھرانے لگا عرش معلّٰی
پامال کیا لاش کو وا حسرت و دردا
صدمے سے دل شاہ زمنؑ ہو گیا ٹکڑے
دوڑائے جو گھوڑے تو بدن ہو گیا ٹکڑے

(۴۳)

باقی تھی ابھی روح جو پہنچے شہ ذی جاہ
دل تھام کے بالائے زمیں بیٹھ گئے شاہؑ
فرماتے تھے سر پیٹ کے باصدمۂ جانکاہ
میں کیا کروں ملتا نہیں لاشہ کا پتا آہ
خیمہ میں تری لاش کو پہنچانے نہ پائے
پامالِ ستم ہوگئے ہم آنے نہ پائے

(۴۴)

لاشے سے صدا آئی چچا جان چلے ہم
اب آپ کا اللہ نگہبان چلے ہم
اس عالم فانی سے پر ارمان چلے ہم
بس دیکھ لیا آپ کو اس آن چلے ہم
پورا ہوا ارمانِ دلی شکر خدا کا
اب دیکھ لیا آخری دیدار چچا کا

(۴۵)

اتنا تو کہا اور قضا کر گئے قاسمؑ
رحلت سوئے فردوس عُلا کر گئے قاسمؑ
سر پیٹ کے شہؑ بولے یہ کیا کر گئے قاسمؑ
پیری میں کمر میری دو تا کر گئے قاسمؑ
اب پاس نہیں کوئی ہے ہیہات ہمارے
پردیس میں تم بھی نہ رہے ساتھ ہمارے

(۴۶)

مجھ کو تو اجل ہائے زمانے میں نہ آئی
لوٹی گئی پہلے زن بیوہ کی کمائی
ہاتھوں سے لحد تم نے ہماری نہ بنائی
تم پاس پدر کے گئے کی ہم سے جدائی
بے یار و مددگار ہمیں کر گئے قاسمؑ
تم پورے جواں بھی نہ ہوئے، مر گئے قاسمؑ